Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/262

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.262

Title A research review of the life and services of MulaAhmad Jewoon

Author (s): Sabir Ali, Dr shabir Ahmad

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Sabir Ali, Dr shabir Ahmad “"A research review of the life and services of MulaAhmad Jewoon ,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021):286-306

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

ملا احمد جیون کی حیات و خدمات کا تحقیقی جائزہ

A research review of the life and services of MulaAhmad Jewoon

* صابر علی

** ڈاکٹر شبیر احمد

Abstract

Hazrat Mullah Jeewan (Sheikh Ahmad bin Abi Saeed Abdul Razzaq bin Dhasa) Hanafi was born in Amethi (India). He was one of the prominent scholars and intellectuals of the subcontinent. Once he saw the book or listened to the poem, he would memorize it. He was a Hafiz ul Qur'an. He received his early education from Mullah Lutfullah Jahanabadi. Due to his scholarly fame, he was declared a scholar of the state at the court of Mohi-ud-Din Aurangzeb. Aurangzeb read religious books from him. Throughout his life, King Aurangzeb appreciated his knowledge and perfection. He was one of the foremost jurists in the compilation of Fatwa Alamgiri. He spent his whole life in teaching and composing. Noor al-Anwar wrote Sharh Minar in Madinah without the help of any book. Tafseer Ahmadi (Ahkam-ul-Quran) is a compilation of your memorable time. He died in Delhi in 1130 AH / 1718 and was buried in Amethi.

Keywords: *Hazrat ,Mullah, Jeewan, Sheikh ,Ahmad bin, Abi Saeed ,Abdul Razzaq*

* لیکچرار اسلامک اسٹڈیزڈ، یپارٹمنٹ آف ہیومینٹیز، لوامز، اُوتھل

** اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک اسٹڈیزڈیپارٹمنٹ، بیوٹمز، کوئٹہ

ہزاروں سال نرگس اپنے بے نوری پے روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا[1]

عمدۃ المفسرین حضرت ملا احمد جیون امیٹھوی قدس سرہ بلاشبہ علم و معرفت کے ایک مہکتے ہوئے خوش رنگ پھول اور چمن شریعت و طریقت کے ایسے دیدہ ور ہیں جن کی بدولت سیکڑوں افراد کو دیدہ وری کی دولت نصیب ہوئی۔ ملا احمد جیون جیسی مایہ ناز ہستی اور باکمال علمی و روحانی شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوا کرتی ہے جسے صحیح معنوں میں چمن کا دیدہ ور بننے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

نام و نسب:

ملا احمد جیون کا اصل نام احمد ہے، مگر اپنے عرف جیون کے نام سے مشہور ہوئے۔

مناقب اولیاء جس میں خاندانی بزرگوں کے علاوہ خود ملا جیون کی ستر سالہ زندگی کے حوالے وواقعات درج ہیں ،اس میں موصوف نے اپنا نام جیون لکھا ہے۔

"دریان بعضے واردات کاتب حروف فقیر جیون بن ابی سعید۔۔۔۔"[2]

آپ کے اصل نام احمد پر عرفیت (عرفی نام جیون) غالب ہے۔ اور آپ اپنے اصل نام کے بجائے جیون سے زیادہ متعارف و مشہور ہیں۔ جیون یا جیو ہندی لفظ ہے، جس کے معنی اردو میں حیات اور زندگی کے ہیں۔

ولادتِ باسعادت:

حضرت شیخ ملا احمد جیون امیٹھوی سہ شنبہ (منگل) ۲۵ / شعبان المعظم ۱۰۴۷ھ / ۲ جنوری ۱۶۳۸ء کو صبح صادق کے وقت قصبہ امیٹھی، ضلع لکھنو میں پیدا ہوئے۔

(لیکن ۲ جنوری ۱۶۳۸ء کے مطابق ہجری تاریخ ۱۶ شعبان المعظم بروز ہفتہ بن رہی ہے)

ملا احمد جیون اپنی کتاب مناقب اولیا (رسالہ تذکرہ بزرگانِ امیٹھی) میں لکھتے ہیں:

"تولدِ فقیر جیون بن سعید روز سہ شنبہ وقت صبح صادق بتاریخ بست و پنج شہر شعبان المعظم سن الف و سبع و اربعین واقع شد"[3]

"جیون بن سعید بروز منگل صبح کے وقت 25 شعبان المعظم کے دن سن 1047 میں پیدا ہوئے"۔

شجرہ نصب:

ملا احمد جیون نے اپنے مورثِ اعلیٰ شیخ بہا الحق خاصہ خدا کا شجرہ نسب عبد اللہ مکی تک یوں بیان کیا ہے:

" بھا الحق خاصہ خدا بن خضر بن گدن بن خیر الدین بن مکرم بن عبید اللہ بن عارف بن عبد الحفیظ بن نصر بن غلام اللہ بن ابی تراب بن عالم بن عبد الکریم بن منصور بن معین الدین بن عبد القادر بن ابی ایسر بن عبد اللہ مکی المنسوب بہ مھتر صالح بنی اللہ و رسولہ علیہ السلام " [4]

" مخدوم بہاء الحق خاصہ خدا، یہ ملا احمد جیون کے جدّ اعلیٰ تھے۔ چار واسطوں سے ملا احمد جیون کا شجرہ نسب مخدوم بہاء الحق خاصہ خدا سے مل جاتا ہے۔ اسی طرح ملا احمد جیون کا خاندانی تعلق عبد اللہ مکی (علم برادرِ رسول ﷺ) سے ہے اور عبد اللہ مکی کا خاندانی تعلق پیغمبر حضرت صالح علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ہے۔"

اور ملا احمد جیون کے شجرہ نسب مخدوم بہاء الحق خاصہ خدا سے چار واسطوں سے اس طرح ملتا ہے:

"احمد (ملا جیون) بن ابی سعید بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد الرزاق بن مخدوم خاصہ خدا"[5]

ملا احمد جیون کے شجرہ نسب اور خاندانی مشائخ کے احوال و تذکرہ "ملا احمد جیون کے آباو اجداد" کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں:

لقب و کنیت:

ملا احمد غالباً اسمِ فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے اور عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں: ملأ یملأ ملأ کا معنی آتا ہے: بھرنا، پُر کرنا۔

آیت کریمہ ہے:

"لأملأن جهنم من الجنة والناس اجمعين"[6]

"ہم جہنم کو تمام جناتوں اور انسانوں سے ضرور بھر دیں گے"

زمانہ قدیم بالخصوص عہدِ مغلیہ میں بڑے جیّد اور متبحر عالم کو "ملّا" کہا جاتا تھا۔ یعنی علم و حکمت سے پُر، لبالب اور بھرا ہوا عالم دین۔

مشائخ امیٹھی، مطبوعہ اندور میں لکھا ہے کہ:

" اس خاندان (ملاجیون کے خاندان) کے افراد اپنی علمی وروحانی وجاہت کے سبب کبھی مخدوم اور ملاکے نام سے یاد کیے گئے۔"[7]

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوار ملا احمد سعید سے پائی پھر شیخ محمد صادق سترکھی اور مولانا لطف اللہ کوڑہ جہاں آبادی سے علوم نقلیہ وعقلیہ کی تحصیل کی۔ لکھنو کے مفتی محمد سعید الحسینی سے بھی ان کو تلمذ کا فخر حاصل ہے انہوں نے اپنی تعلیمی سرگزشت خود بیان کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"سات سال کی عمر میں والد کی صحبت میں رہ کر قرآن مجید کا حافظ ہو گیا۔ اس کم عمری میں باوجود یکہ قواعد تہجی اور اعراب سے واقفیت نہ تھی۔ اللہ کے فضل سے پورا قرآن مجید الفاظ و معانی کے ساتھ حفظ ہو گیا تھا۔ یہی حال دوسرے علوم وفنون کا بھی تھا گو اان کے مطالعہ میں تقدیم وتاخیر کی رعایت نہ تھی۔ پھر بھی بفضلہ ہر کتاب کا مفہوم سمجھ لیتا تھا۔"[8]

ملاجیون نے بیشتر کتابیں شیخ محمد صادق سترکھی سے پڑھی اور 22 سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے، جیسا کہ نزہتہ الخواطر، ج2، ص20 میں مذکور ہیں۔

تدریسی خدمات:

تذکرہ بزرگان امیٹھی فارسی قلمی نسخہ میں ملاجیون لکھتے ہیں:

" ودر عمر بست و دوسالہ از تحصیل علوم معقول و منقول بہ واقعی فارغ شدیم۔ استقامت بہ درس گر فتیم۔ بسیار از طالب علمان بدرجہ کمال رسیدہ اندو دریں اثنا یک رسالہ در علم قراءت منتخب از شاطبی نیز واقع شد۔ "[9]

آپ تقریباً 1029ھ میں 22 سال کے عمر میں مروجہ علوم وفنون سے فارغ ہو گئے۔ بعد فراغت مستقل طور پر درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ دوران تدریس بے شمار طلبہ آپ سے فیضیاب ہو کر مرتبہ کمال کو پہنچے۔ شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر، زیب النساء بنت اورنگ زیب عالمگیر، فتاویٰ عالمگیر کے مرتب شیخ احمد بن منصور گوپاموی اور مفتی تابع محمد لکھنوی جیسے نابغہ روزگار علماء آپ ہی کے تلامذہ ہیں، ان کے علاوہ خدا جانے آپ کے شاگردوں کی تعداد کتنی ہو گی۔

اسی دوران علم قراءت میں ایک رسالہ ترتیب دیا، جو شاطبی کے چیدہ اور منتخب مسائل پر مشتمل تھا۔

علم دین کیلئے آپ کا سفر:

علم دین میں سفر کرنا اور مختلف مشائخ سے طلب علم کرنا یہ علم دین میں مزید کمال پیدا کرتی ہیں۔ اور یہی وسائل علمی شخصیت پیدا کرنے اور معرفت کے بلندی طے کرنے کیلئے سب سے اہم ہیں۔

ملا احمد جیون نے بھی درس و تدریس، اصلاح و تذکیر اور افادہ عام مختلف مقامات کا سفر کیا اور ہر مقام پر مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا۔ وطن مالوف قصبہ امیٹھی کے علاوہ دہلی، لاہور، اجمیر، جون پور اور حیدر آباد دکن یہ وہ مبارک خطے ہیں جہاں ملا احمد جیون کا ابر علم و حکمت اور باران فیض و برکت جھوم جھوم کر برسا اور انھیں علم و حکمت کا لالہ زار بنادیا۔

زیارت حرمین طیبین:

آپ اپنی پوری زندگی میں دو بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک مرتبہ 1102ھ میں، اس وقت آپ کی عمر 55 سال تھی اور مسلسل پانچ سال وہاں قیام کیا۔ دوران قیام حرمین شریفین کے علماء و صوفیا سے اکتساب علم کیا اور پھر یہیں علماء کرام کے اصرار پر آپ نے اصول فقہ کی کتاب "المنار" کی شرح لکھی۔ اور اسکا نام "نور الانوار" رکھا۔

اور دوسری بار آپ 1112ھ میں حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کے لیے عازم سفر ہوئے۔"[10]

جون پور میں آپ کا قیام:

"ابتدائی مرحلے میں قصبہ امیٹھی ہی ملا احمد جیون کے فکر و عمل اور تدریس و تبلیغ کا مسکن رہا اور بعد ازاں ایک طویل مدت تک شیر از ہند جون پور میں قیام کیا۔ آپ کا قیام ایک عرصے تک جون پور میں رہا۔ یہاں تک کہ لوگ آپ کو "جون پوری" کہنے لگے۔"[11]

دہلی کا سفر:

" پہلی مرتبہ دہلی کے لیے آپ نے اجمیر سے سفر کیا۔ وہاں تراجم لکھے جس کی وجہ سے اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کو کا انعام و اکرام سے نوازا۔ اور دہلی سے ہی آپ نے حرمین شریفین کا سفر 1102ھ میں کیا۔

جبکہ دوسری مرتبہ دہلی کے لیے آپ نے 1118ھ میں سفر کیا اور اسی سال بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا انتقال ہوا۔ اور شاہ عالم بن عالمگیر نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔

تیسری مرتبہ آپ دہلی تب تشریف لائے جب شاہ عالم کا لاہور میں 1124ھ انتقال ہوا تو اس کے بعد آپ دہلی آئے۔ اور یہی دہلی میں آپ کا 1130ھ میں انتقال ہوا۔ خلق کثیر آپ کے جنازے میں شرکت کی۔"[12]

قیام دکن:

پانچ سال حرمین میں اقامت پذیر ہونے کے بعد آپ پھر دکن پہنچے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب شاہی واج سے آپ کا تعلق ہوا اور عالمگیر کے دربار میں آپ کی رسائی ہوئی۔ وہ (اورنگ زیب) آپ کے دینی مراتب اور علمی شایان شان بڑی عزت کرتا تھا اور آپ کے علم و تفقہ سے بہت متاثر تھا۔ اسی دوران والدین کی طرف سے حج بدل کرنے کیلئے 1112ھ میں عالمگیر سے اجازت حاصل کر کے حرمین کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔"[13]

قیام اجمیر:

"امیٹھی کے بعد دہلی اور اجمیر آپ کے تعلیم و تدریس کے اہم مقامات رہے ہیں۔ آپ نے تقریباً چالیس سال کی عمر میں اجمیر کا سفر کیا اور ایک عرصے تک یہاں پر قیام پذیر رہ کر وعظ و نصیحت، درس و تدریس میں مصروف رہے۔ کثیر تعداد لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔"[14]

قیام لاہور:

ملا احمد جیون، شاہ عالم کے ساتھ لاہور پہنچے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے وفات کے بعد لاہور کو سلطنت کا دارالحکومت بنایا گیا۔ شاہ عالم کے وفات (1124ھ) تک ملا جیون یہاں قیام پذیر رہے اور اس کے بعد آپ نے باقی حیات دہلی میں گزاری۔"[15]

ملا احمد جیون کی تصانیف:

حضرت ملا احمد جیون امیٹھوی کی جملہ تصانیف و کتب (نظم و نثر) کی ایک اجمالی فہرست ہدیہ قارئین ہے۔ یہ تصانیف عربی و فارسی زبان میں ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

"نسخہ آدابِ احمدی، خطبات جمعہ و عیدین، رسالہ منتخباتِ شاطبی، تفسیرات احمدیہ، نور الانوار شرح المنار، سوانح بر مجازاتِ لوائح ملّا جامی، مناقبِ اولیاء، خود نوشت سوانح، مثنوی بہ طرز مولانا روم، نعتیہ و قصائد بہ طرز قصیدہ بردہ بوصیری، دیوان بہ طرز حافظ، عربی قصائد۔

یہ کل بارہ تصانیف آپ کے فکر و فن کی خوبصورت یادگار ہیں۔ اس وقت آپ کے جملہ تصانیف میں سے صرف "تفسیرات احمدیہ" اور "نور الانوار" ہی مارکیٹ میں دستیاب ہیں اور اہل علم کے درمیان رائج و مقبول ہیں۔"[16]

آپ کے شیوخ:

ملا احمد جیون نے اپنی علمی زندگی اپنے شہر ہی میں گزاری اور اپنے گھر ہی سے اپنے علم کی ابتداء کی۔ علماءِ امیٹھی سے ہی آپ پڑھے لیکن آپ کے اساتذہ میں سے چند ہی مشہور ہیں۔

1. آپ کے والد ابو سعید بن عبد اللہ بن عبد الرزاق الحنفی الصالحی الامیٹھوی المکی، آپ ایک روحانی اور صوفی شخصیت تھے۔
2. شیخ محمد صادق الستر کھی یا تر کھی، آپ نے ان سے طریقت حاصل کی۔
3. مولانا لطف اللہ کوڑوی، آپ کے ان اساتذہ میں سے ہیں جن سے آپ نے اپنے شہر میں علم حاصل کیا۔ آپ مروجہ علوم وفنون اور منقولات و معقولات کے زبردست عالم تھے۔
4. مفتی محمد سعید حسینی لکھنوی۔

طریقت میں آپ کے شیوخ:

ملا جیون "مناقب اولیا" میں فرماتے ہیں، جب میں ابتدائی علم دین حاصل کرنے سے فارغ ہوا تو 22 سال کی عمر میں، میں نے درس و تدریس شروع کردی۔ سلسلہ چشتیہ مجھے میرے استاد شیخ محمد صادق الستر کھی سے ملا۔

جبکہ مؤرخین نے طریقت میں آپ کے ایک اور استاد کا بھی ذکر کیا جو شیخ عبد الرزاق القادری ہیں۔ اور یہ بھی انہی شیوخ میں سے ہیں جن سے آپ نے علم دین حاصل لیا۔"[17]

آپ کے تلامذ:

ملا عبد الباسط بن ملا احمد جیون امیٹھوی:

" شیخ ملا عبد الباسط بن احمد (ملا جیون) امیٹھوی کا شمار علمائے کاملین اور بندہ صالحین میں ہوتا ہے۔ علم و روحانیت اور ادب و شاعری اپنے والد سے وراثت میں پائی تھی۔ علوم وفنون کی بیشتر کتابیں اپنے والد ماجد ملا احمد جیون سے پڑھیں۔ قصبہ امیٹھی کے مشائخ وبزرگان دین کے حالات پر "بسط باسطی" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس سے آپ کے تصنیفی وادبی رجحان کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کا "بسط باسطی" نام رکھنا خود موصوف کے تفنّن طبع کو ظاہر کرتا ہے۔"[18]

شیخ احمد بن منصور گوپاموی:

" شیخ احمد بن منصور گوپاموی، عہد اورنگ زیب عالمگیر اکابر علما اور ممتاز فقہا میں سے ہیں۔ بعد ازاں اپنے وقت کے ممتاز فقیہ اور بے نظیر مفسر و اصولی حضرت ملا احمد جیون امیٹھوی کی بافیض درس گاہ میں پہنچے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب آپ مشہور فقہی کتاب "فتاویٰ عالمگیر" کی ابواب بندی اور اس کی جمع و تالیف کرنے والے فقہائے ملت اور مفتیانِ امّت میں اہم رکن کی حیثیت سے نظر آئے۔

آپ اپنے استاد ملّا احمد جیون کے ساتھ 1102ھ میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے، حج وزیارت سے فارغ ہونے کے بعد حرمین طیبین ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

سر پٹک کر جان دے دی آج کوئے یار میں

عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا"[19]

مفتی تابع محمد لکھنوی:

صوبہ اودھ لکھنو کو زمانہ قدیم سے علم وحکمت مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی خاک سے ان گنت اساطین علم وحکمت اور اربابِ شریعت ومعرفت پیدا ہوئے۔

ملا جیون کے جن چند شاگردانِ رشید کے نام تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں۔ ان خوش نصیبوں میں سے ایک مفتی تابع محمد لکھنوی بھی ہیں۔ والد کا نام مفتی محمد سعید حسینی لکھنوی ہے۔ مفتی تابع محمد، شیخ محمد اعظم بن ابو البقا

کرمانی کی نسل سے ہیں اور لکھنو آپ کا مولد و مسکن ہے۔ فقہ حنفی میں آپ کی کتاب "سراج منیر" شاہ کار درجہ رکھتی ہے۔

استاذ گرامی ملّا احمد جیون کی رحلت کے موقع پر مندرجہ ذیل قطعاتِ وفات تحریر کیے:

محیطِ علم آں مولائے اعظم   با احمد شیخ جیون بہ معلم

جہاں راروشنی زاشمع دیں بود   بہ علم ظاہر و باطن مسلّم

چوں رحلت گرددر ذی قعدہ تاسع

بوصلِ دوست خود گشتہ مکّرم

بہ تاریخش خرد دادہ بگوشم   بدا او کامل فیّاض عالم"[20]

بیعت وخلافت:

حضرت ملّا احمد جیون امیٹھوی قدس سرہ کا خاندان شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھا۔ آپ کے آباو اجداد کو مختلف سلاسل سے اجازت وخلافت اور خرقے حاصل تھے۔ شریعت کی تعلیم کے ساتھ طریقت وروحانیت کی تلقین، وعظ وارشاد اور رشد وہدایت میں ملّا احمد جیون کا خاندان زمانہ قدیم سے مشہور رہے۔

قطب وقت قاضی محمد صادق ستر کھی سے آپ نے شریعت بھی سیکھی اور علمِ طریقت بھی حاصل کیا۔ تو اس اعتبار سے قاضی محمد صادق ستر کھی شریعت اور طریقت دونوں میں ملّا احمد کے استاذ، مربی اور مرشد ہیں۔

ملّا احمد جیون لکھتے ہیں:

"ہم نے اکثر مشائخ وقت سے تزکیہ نفس، تہذیبِ باطن اور سلسلہ نقشبندیہ و قادریہ میں رائج ذکر واذکار حاصل کیے اور سلسلہ قادریہ چشتیہ میں بیعت و ارادت اور خلافت و اجازت کی سند، قطب وقت استاذِ مکرم حضرت شیخ محمد صادق ستر کھی سے حاصل کی۔"[21]

شہنشاہِ ہند اورنگ زیب عالمگیر:

"شہزادہ عظیم الشان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی تعلیم وتربیت عظیم الشان پیانے پر ہوئی اور مشہور علمائے عصر آپ کی تعلیم وتربیت کے لیے مقرر کیے گئے۔ تذکرہ نگاروں نے اساتذہ اورنگ زیب کے سلسلے میں مختلف

حضرات کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن میں رئیس المفسرین حضرت ملّا احمد جیون امیٹھوی بھی شامل ہیں"[22]

زیب النساء بنت اورنگ زیب:

"ملّا احمد جیون دہلی میں قیام کے دوران شاہی محل کے استاد تھے اور اسی دوران اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی زیب النساء نے آپ سے درس حاصل کیا تھا۔ اور اکثر کتب درسیہ کا علم ملا سعید اشرف سے لیا۔"[23]

آپ کی وفات:

" فرخ سیر کے عہد حکومت میں 9 ذی القعدہ 1130ھ بمطابق 23 ستمبر 1718ء بروز سہ شنبہ ان کی وفات ہوئی، انتقال سے پہلے تک باوجودیکہ ان کی عمر 80 سال کے قریب ہو چکی تھی، وہ برابر طلبہ کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔

سہ شنبہ ہی کے روز ان کا تابوت میر محمد شفیع کے تکیہ میں مسجد کے عقبی حصہ میں دفن کر دیا گیا۔ پھر پچاس دن کے بعد یہ تابوت وہاں سے نکال کر امیٹھی لے جایا گیا اور ان کو امیٹھی مدرسہ کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔"[24]

محیط علم آں مولائے اعظم جہاں را روشنی زاں شمع دیں بود

باحمد عرف جیون شد معلم بعلم ظاہر و باطن مسلم

چوں رحلت کرد در ذی قعدہ تاسع بتاریخش خرد دادا بگوشم

بوصل دوست خود گشتہ مکرم ندا از کامل و فیاض عالم[25]

ملا احمد جیون بحیثیت فقیہ عصر حاضر کے فقہاء کی نظر میں:

لیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرد واحد میں ہر قسم کے عمدہ اوصاف و کمالات جمع کر دیے، یہ اس کی قدرت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

ملّا احمد جیون امیٹھی کا تفقہ، مولانا قاری محمد میکائیل ضیائی کی نظر میں:

"شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کی علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی حامل مشہور و مقبول شخصیت حضرت ملّا احمد جیون" (متوفیٰ 1131ھ)"[26] اپنے وقت بڑے عظیم الشان اور جلیل القدر عالم دین اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں۔

ملّا جیون پچپن برس کی عمر میں حج وزیارت حرمین شریفین کی لیے تشریف لے گئے اور وہاں پانچ سال قیام فرمایا، وہیں علماء کے اصرار پر آپ نے اصول فقہ کی کتاب "المنار" کی شرح تحریر فرمائی جو صرف دو ماہ میں مکمل فرمالی ۔ آپ نے اس کا نام "نور الانوار" رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تقریباً تمام دینی درس گاہوں میں یہ کتاب شامل نصاب ہے۔

"تفسیرات احمدیہ" اور "نور الانوار" کے علاوہ آپ کی تصانیف کے صرف نام ملتے ہیں مثلاً تصوف میں لکھی گئی کتاب "مناقب اولیاء" اور "الآداب الاحمدیہ" اور ایک رسالہ "السوئح" کے نام ملتے ہیں لیکن دستیاب نہیں۔

"تفسیرات احمدیہ" آپ نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں لکھنے کا آغاز فرمایا اور پانچ سال میں اسکی تکمیل فرمائی۔ یہ کتاب قرآن پاک کی ان آیات کریمہ کی تفسیر و تشریح میں ہے جن سے فقہ حنفی کے مطابق مسائل و احکامات شرعیہ کا ثبوت ہے۔"[27]

حضرت مصنف علیہ رحمہ نہ صرف یہ کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کے مخلص مبلغ تھے بلکہ ان کے مقدس تحریرات سے عشق و محبت رسول کے صاف و شفاف اور شیریں چشمے ابلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

افضل الانبیاء:

"و اذا اخذ اللہ میثاق النبین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ------- تا-------------فاُولئک ھم الفسقون"[28]

"اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے وعدہ لیا جب میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ---- تا آخر آیۃ"

کی شرح کرتے ہوئے مصنف تحریر کرتے ہیں:

"معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان یہ بات انتہائی پختہ اور ثابت ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ ہاں اس بارے میں گفتگو کی جاتی ہے کہ یہ حکم اور عقیدہ کہاں اور کن ذرائع سے ثابت ہوتا ہے۔ اہل عقائد نے اس عقیدہ کا تمسک بہت سی احادیث سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس"[29] "تم سب سے بہترین امت ہو لوگوں میں آنے والے" اس آیت کریمہ سے طریقہ استدلال و تمسک یہ ہے کہ امت کی خیریت اور بہتری اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ شخصیت خیریت اور بہتری سے متصف ہو جس کے دین پر یہ امت ہے کیونکہ جب یہ امت تمام سابقہ امتوں سے بہتر قرار پائی تو اس امت کا نبی بھی تمام انبیائے کرام سے بہتر و افضل ہو گا، یوں ہی وہ کتاب جو اس پیغمبر پر نازل کی گئی ان تمام کتابوں سے افضل ہو گی جو دوسرے انبیائے کرام پر اتاری گئیں۔"[30]

ختم نبوت:

آج بہت سے گمراہ کن لوگ جو اہل علم ہونے کا جھوٹا دعوہ کرتے ہیں۔ رسول آخر الزماں ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں اور آیت قرآنی

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم---------- تا---------- و کان اللہ بکل شئی علیما"[31]

"محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں--- تا آخر آیت"

اس سلسلے میں مذکورہ آیت کی روشنی میں حضرت مصنف تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے "ختم نبوت" پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔ اس کی شان نزولی کے بارے میں منقول ہے کہ کفار کہا کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے بیٹے منکوحہ سے نکاح کر لیا یعنی زینب کو اپنا بیوی بنالیا جو جناب زید کے نکاح میں تھی۔ حالانکہ یہ عورت ان پر حرام تھی۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ "محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں" تاکہ زید کو آپ کا بیٹا قرار دیا جائے اور زینب کو آپ کے بیٹے کی بیوی سمجھا جائے، آیت کریمہ میں "من رجالکم" ارشاد ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ اور ان کی ہمشیرہ گان کے باپ ہیں (اور یہ مستورات "مرد" نہیں جن کی نفی کی گئی) باقی رہا سوال یہ کہ آپ ﷺ کے حقیقی بیٹے بھی ہیں جن کے نام طاہر، قاسم اور ابراہیم

ہیں۔ آپ ان کے باپ تو واقعی ہیں پھر نفی درست نہ ہو گی۔ اس سوال اور اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ صاحب زاد گان ذی شان اس وقت "مردوں" پر نہ پہنچے تھے اور اگر عاقل بالغ ہو کر "مرد" ہو بھی جاتے تب بھی یہ حضرات حضور ﷺ کے مرد ہوتے نہ کہ مخاطبین کے رجال ہوتے (یعنی رجال محمد ﷺ ہوتے رجالکم نہ ہوتے جس کی نفی ہے) ہاں آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس اعتبار سے آپ پوری امت کے باپ ہوئے نہ کہ حقیقت کے اعتبار سے آپ ﷺ باپ ہیں بلکہ اس اعتبار سے کہ آپ شفیق اور ناصح امت ہیں۔"[32]

ملّا احمد جیون امیٹھی بطور فقیہ ڈاکٹر محمد طفیل (پی ایچ ڈی اسکالر) کے نظر میں:

"ملّا احمد جیون ایک حنفی فقیہ ہیں۔ آپ قرآنی احکام بیان کرتے ہوئے حنفی آراء کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مخالف اقوال کا پرزور انداز میں رد کرتے ہیں۔ ان کا سلوب یہ ہے کہ وہ زیر بحث مسئلہ میں مختلف فقہاء کے آراء کا ذکر کرتے ہیں۔ بعد ازاں نحن نقول، فی کتبنا یا فی اصولنا وغیرہ کے الفاظ کہہ کر فقہ حنفی کا دفاع کرتے ہیں۔

صاحب تفسیرات احمدیہ سبھی مسائل میں فقہ حنفی کے اقوال کی تائید کرتے ہیں لیکن زیر نظر کتاب کے مطالعہ کے دوران ایک مسئلہ ایسا بھی آیا جس میں وہ فقہ حنفی کے علاوہ وہ کسی اور رائے کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کا تعلق وضو کے امور سے ہے۔ احناف کے نزدیک وضو میں پاؤں دھوئے جاتے ہیں اور وہ آیت وضو میں لفظ "ارجلکم" منصوب پڑھتے ہیں۔ اسی احناف کے ہاں آیت وضو میں واؤ ترتیب کے لیے نہیں بلکہ مطلقا جمع کے لیے ہے اس لیے احناف کے مسلک میں وضو میں ترتیب سنت ہے۔ جبکہ فقہ شافعی میں وضو میں ترتیب فرض ہے۔ ان دونوں مسائل کے بارے میں ملّا جیون نے اپنی رائے یوں بیان کی ہے۔

"لیکن یہ امر آپ پر پوشیدہ نہیں، کہ ان دونوں ممنوعہ امور میں سے ایک ہمیں ضرور تسلیم کرنا ہو گا۔ ہم پاؤں پر مسح کرنے کے قائل ہوں، یا وضو میں ترتیب واجب قرار دیں۔ کیونکہ پاؤں دھونا فرض ہو اور ترتیب بھی واجب نہ ہو تو یہ بات آیت کے مناسب حال نہیں۔ اگر یہ دونوں امور ایسے ہوتے تو یوں کہا جاتا۔

"اغسلوا وجوهكم و ايديكم و ارجلكم و امسحوا برؤسكم"[33]

"آپ اپنا منہ، ہاتھ اور پاؤں دھوئیں اور اپنے سروں پر مسح کریں"

کیونکہ پاؤں اور دوسرے دھوئے جانے والے اعضاء کے مابین فصل (و امسحوا برؤسکم) کا اور کوئی فائدہ نظر نہیں آتا کہ ترتیب مذکور واجب ہے یا کم از کم ترتیب افضل ضرور ہے"[34]

اس مسئلہ میں ملّا جیون اپنے حنفی مسلک سے اختلاف کرتے ہیں اور اپنا میلان اس طرف ظاہر کرتے ہیں کہ وضو میں ترتیب سنت نہیں بلکہ واجب ہے۔ ممکن ہے کہ اگر پوری کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایسے اور بھی مسائل مل جائیں۔ جن میں ملّا جیون فقہ حنفی سے جداگانہ رائے رکھتے ہوں اور ان کا اصولی مسلک واضح ہو۔

ڈاکٹر احمد رضا شامی (پی ایچ ڈی اسکالر) کا ملّا احمد جیون کی تفقہ فی الدین پر نظریہ:

آپ کا علمی مقام اور علماء کا اعتراف:

ملّا جیون بہت بڑے عالم، محدث، مفسر اصولی (اصول الدین جاننے والے) تھے، آپ کے عربی میں بھی قصیدے ہیں، آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کا حافظہ بہت مضبوط تھا۔

آپ کے علمی اثرات:

"آپ کی تصنیفات زیادہ نہیں ہیں کیونکہ آپ کی زندگی سفر اور تدریس میں زیادہ گزری اور اپنی زندگی کے آخری دن تک تدریس فرماتے رہے، لیکن آپ کی ان تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو تصنیف کے شعبے میں مہارت حاصل تھی۔

بچپن میں ہی آپ نے تصنیفات کا کام شروع کیا آپ اپنی کتاب "مناقب اولیاء" میں لکھتے ہیں کہ "صرف تیرہ سال کی عمر میں جب میرے والد کا انتقال ہوا تب میں نے سیر اور سلوک کے موضوع پر کتاب "آداب احمدی" تصنیف کی۔

چالیس سال کی عمر میں دھلی اور اجمیر کا سفر کیا اور مثنوی معنوی کی نہج پر اشعار تحریر کیے جس میں پچیس ہزار ابیات ہیں اور اس میں شعروں کا ایک دیوان ہے جس کی ہزار بیت ہیں۔ اور جب میں حجاز کی طرف سفر کیا تو میں نے قصیدہ بردہ کے نہج پر قصیدہ لکھا جس میں دو سو بیس اشعار ہیں عربی میں، جب میں "بندر سورت" پہنچا تو اس قصیدہ کا شرح لکھا، دوسری مرتبہ جب عشق کا جنون چڑھا تو انیتس اشعار مزید قصیدہ لکھا۔"[35]

علم الحدیث:

"حدیث کی تخریج کے حوالے سے آپ کی کتاب ہے، "اشراق الابصار فی تخریج الاحادیث نور الانوار" بعض مترجمین کہتے ہیں اسے شیخ مولوی وحید الزمان نے تالیف کیا ہے۔"[36]

علم اصول فقہ:

"اس فن میں آپ نے "منار" کی شرح بنام "نور الانوار فی شرح المنار"[37] لکھی، اور اس کی ابتداء یہ ہے کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اصول فقہ کو شرائع اور احکام کے لیے بناء بنایا اور حلال و حرام کے علم کی بنیاد بنایا۔ منار اصول کے کتابوں میں متن اور عبارت کے لحاظ سے بہت بڑی ہے اور اس کے نکتے اور درایۃ بھی بہت زیادہ ہیں۔ پر وقت کی قلت کی وجہ اور کام کی کثرت کی وجہ سے میں نہیں لکھ پایا اب جب کہ میں مدینہ منورہ پہنچ چکا ہوں تو بعض دوستوں نے یہ کتاب پیش کی اب میں اس کی شرح لکھ رہا ہوں۔"[38]

ملّا احمد جیون کی فقاہت از نظر حضرت مولانا جمیل احمد سکرڈوی:

"نور الانوار شرح منار کے مؤلف کا نام شیخ احمد بن ابو سعید ہے۔ آپ اٹھاون سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، اسی سفر میں مدینہ منورہ کے قیام کے دوران کل دو ماہ سات روز کے اندر نور الانوار جیسی اہم اور فنی کتاب مکمل تصنیف کی، اس کے علاوہ بھی آپ کے مختلف تصنیفات ہیں جس میں سے التفسیرات الاحمدیہ فی بیان آیات الشرعیہ زیادہ مشہور اور اہل علم کی نظر میں بہت مقبول ہے۔

1130ھ میں دار السلطان دہلی میں آپ نے وفات پائی اور جائے پیدائش امیٹھی میں مدفون ہوئے۔ نور اللہ مرقدہٗ۔"[39]

محمد طفیل احمد مصباحی کا نظریہ تفقہِ ملّا جیون باقوال دیگر علماء:

"2006ء کی بات ہے جب راقم الحروف از ہر ہند جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں زیر تعلیم تھا، دیگر کتابوں کے ساتھ ملّا جیون امیٹھی قدس سرہ کی کتاب "نور الانوار" بھی درس میں شامل تھی۔ نور الانوار بڑی محنت سے پڑھتا تھا اور ملّا جیون کی علمی جلالت اور اصولی مہارت کی داد دیتا تھا۔ درس گاہ میں نور الانوار کا درس جاری تھا کہ اسی دوران استاد محترم نے بتایا کہ حضرت ملّا جیون نے آیاتِ احکام سے متعلق "تفسیرات احمدیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جو نہایت عمدہ، بے نظیر اور لاجواب کتاب ہے۔"[40]

تفسیرات احمدیہ کا تاریخی پس منظر اور امتیازی خصوصیات:

تفسیرات احمدیہ ایک تحقیقی مطالعہ:

حضرت ملّا احمد جیون امیٹھوی قدس سرہ کی ہمہ جہت دینی، علمی اور تصنیفی خدمات میں "تفسیرات احمدیہ" کو شاہ کار کا درجہ حاصل ہے۔ سولہ سال کی عمر میں جب آپ اصول فقہ کی کتاب حسامی پڑھ رہے تھے کہ دریں اثنا اس بلند پایہ کتاب تفسیر کی لکھنا شروع کیا اور 1069ھ میں جب آپکی عمر اکیس سال تھی، پانچ سال کی مدت میں اسے مکمل کیا۔

ملّاجیون "تفسیرات احمدیہ" کے اختتام میں لکھتے ہیں:

"قد شرعت فی تسوید تفسیر الآیات الشرعیه (تفسیرات احمدیه) فی البلدة الطیبةامیتهی حین قرات الحسامی بسنة الف اربعة و ستین و سنی یومئذ ستة وعشر سنةو فرغت عنه سنة الف و تسعة و ستین فی البلدة و المبرکة المذکورة حین قرات شرح مطالع الانوار و سنی یومئذ احدیٰ و عشرون سنة"41

"میں نے آیات شرعیہ کو تفسیر کی صورت میں پھیرونا شروع کیا اپنے پیارے شہر امیٹھی میں جب میں حسامی پڑھ رہا تھا، اس وقت 1064ھ میں میری عمر سولہ سال تھی اور 1069ھ میں، میں نے مذکورہ مبارک شہر میں اس (تفسیرات احمدیہ) کی تفسیر سے فارغ ہوا، تب میں نے مطالع الانوار کی شرح پڑھی اور میری عمر اکیس سال تھی"

" تفسیرات احمدیہ، حضرت ملّاجیون امیٹھوی کی تفسیری مہارت، علمی وجاہت اور عربی زبان وادب پہ آپ کی غیر معمولی قدرت کی دلیل ہے۔ اس کتاب کا شمار تفسیر کی ان تین امہات کتب میں ہوتا ہے جو احکام قرآنی پر نہایت جامع مدلل اور قدر وقیمت کے لحاظ بلند وپایہ ہیں۔ وہ تین کتابیں یہ ہیں:

(1) احکام القرآن، از: ابوحیّان اندلسی۔

(2) احکام القرآن، از: ابو بکر الجصّاص۔

(3) تفسیرات احمدیہ، از: حضرت ملّا احمد جیون امیٹھوی۔

"ان کتابوں کی اہمیت و عظمت کے پیش نظر ایک مجلس مشاورت منعقد ہوئی اور ارجان مجلس نے " احکام القرآن " مختلف کتب میں سے اندلسی کی " احکام القرآن "، ابو بکر جصّاص کی " احکام القرآن " اور بر صغیر پاک و ہند کے مشہور عالم اور اورنگ زیب عالمگیر کے استاذ شیخ احمد ملّا جیون کی " تفسیرات احمدیہ فی آیات الشرعیہ " کا انتخاب کیا۔ بہت غور وخوض کے بعد یہ طے پایا کہ ملّا احمد جیون کی " تفسیرات احمدیہ فی آیات الشرعیہ " کا ترجمہ کیا جائے۔ کیونکہ ملّا جیون کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اسی سرزمین کے باشندے ہیں جس پر ہم چلتے پھرتے ہیں۔ وہ ان تمام مسائل سے آگاہ تھے۔"[42]

علامہ زرکشی کے بیان کے مطابق " تفسیر وہ علم ہے جس سے کلام الٰہی یعنی قرآن مقدس کے احکام و معانی کے بیان واستخراج کا طریقہ معلوم ہو۔"

"التفسسر و المفسرون" میں ہے:

"و عرفه الزركشى: بأنه علم يفهم به كتاب الله المنزل على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم و بيان معانيه و استخراج معانيه و حكمه."[43]

"اور امام زرکشی تفسیر کی تعریف کرتے ہیں لکھتے ہیں: تفسیر ایک ایسا علم ہے، جس کے ذریعے کتاب اللہ کو سمجھا جا تا ہے، وہ کتاب جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کی معانی کو، استخراخ کے معانی کو اور احکام کو"

حضرت علامہ ابو حیّان اندلسی فرماتے ہیں:

"التفسير علم يبحث فيه عن كيفية النطق بألفاظ القرآن و مدلولاتها و أحكامها الافرادية و التركيبية و معانيها التى تحمل عليها حالة التركيب و تتمات لذالك."[44]

علم تفسیر کا موضوع کلام اللہ ہے اور قرآن کے احکام و معانی سمجھنا اور ان پر عمل کرنا اس کا فائدہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن مقدس) کو مضبوطی سے تھامنا اور سعادتوں سے مالامال ہونا علم تفسیر کا نتیجہ ثمرہ ہے۔"[45]

انور علی (ریسرچ اسکالر) لکھتے ہیں:

جناب انور علی اپنے ریسرچ پیپر میں ملّا احمد جیون کی تفسیرات احمدیہ کے خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

- آیات احکام کو جمع کر کے قواعد واصول عقائد اور مسائل فقہیہ کا استنباط کیا گیا ہے۔
- تفسیر کی ترتیب قرآن کریم کے سورتوں کے موافق ہے۔
- بہترین فصیح زبان میں لکھی گئی ہے اور اب اردو ترجمہ آچکا ہے۔
- تفسیر میں اوامر ونواہی سے متعلق آیات کی تفسیر کی گئی ہے۔
- جن سورتوں میں احکام بیان نہیں ہوئے ان کو خالیۃ عن الاحکام شمار کیا گیا ہے۔
- کتاب کے شروع میں ان تمام آیات کی فہرست دی گئی ہے جن سے احکام اخذ کیے گئے ہیں۔
- پہلی آیت جس سے تفسیر کی ابتداء کی گئی ہے وہ درج ذیل ہے:

"هو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا ثم الاستوى الى السماء فسوهنّ سبع سماوات وهو بكل شئ عليم"[46]

"وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمھارے لیے پیدا کیا پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، چناچہ ان کو سات آسمانوں کی شکل میں ٹھیک بنا دیا، اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔"

سورۃ البقرہ کی آیت بالا سے جو استنباط کیا گیا ہے وہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے:

"ان الاباحة اصل فى الاشياء"[47]۔"[48]

- اسی طرح آخری آیات جن سے استنباط کیا گیا ہے وہ عم پارہ کی سورۃ نمبر 108 سورۃ الکوثر ہے جس سے ملّا جیون نے حوض کوثر کے وجود کو ثابت کیا ہے۔

"انّا اعطيناك الكوثر فصلّ لربك وانحر انّ شانئك هو الابتر"[49]

شان نزول کچھ یوں ہے کہ:

"عاص بن وائل باب ہاشم کے پاس کچھ دیر نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنے کے بعد جب قریش کے پاس پہنچا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کس سے بات کر رہے تھے تو عاص نے کہا جا مقطوع النسل ہے۔ اس بات کو سن کر نبی اکرم ﷺ رنجیدہ ہوئے اس پر سورۃ الکوثر تسلی کے لیے نازل ہوئی۔ کوثر کے مفسرین نے کئی معنی کیے ہیں جن میں سے مشہور حوضِ کوثر یا جنت کی کوثر نہر ہے۔"[50]

- ملّا احمد جیون نے اپنی تفسیر میں مسائل کے بیان میں علماء کے اختلاف اور ان کے دلائل ذکر کیا ہے

اور پھر اس میں راجح قول کو دلائل کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ تفسیری آیات سے احکام کے استنباط میں فقہ حنفی کے نقطہ نظر کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔"[51]

ملّا احمد جیون اور دیگر فقہاء احناف:

"ملّا جیون کی تصنیف "التفسیرات الاحمدیہ" ایک بلند پایا علمی کتاب ہے۔ جو غالباً اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے۔ جو بر صغیر میں لکھی گئی۔ اس طرح "احکام القرآن" جیسے دقیق اور مشکل موضوع پر کتاب لکھنے کے بعد ملّا جیون اس صف میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں امام شافعی، یحییٰ ابن آدم، ابو بکر جصاص، ابن العربی اور قرطبی اپنی اپنی تصنیف احکام القرآن کے ذریعے مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے روشناس کرارہے ہیں۔ ملّا جیون کا زمانہ دسویں اور گیارویں صدی ہجری کا دور ہے۔ جب تک اکثر علوم مدون ہو کر مروج ہو چکے تھے اور احکام القرآن کا موضوع اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ اس متاثر دور میں اس موضوع پر قلم اٹھانا آسان کام نہیں تھا۔ علمی مراکز سے دور ہونے کے باوجود ملّا جیون نے اس مشکل موضوع پر اپنی کتاب مرتب کی، اسے اہل علم کی خدمت میں پیش کیا اور قبولیت کی سند پائی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ " التفسیرات الاحمدیہ" کے ترتیب پانے کے بعد سے اب تک یہ کتاب اہل علم میں متداول رہی بر صغیر میں قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والا کوئی شخص اس کتاب سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم رہا کہ مغلیہ دور میں یہ کتاب دینی مدارس میں شامل نصاب رہی ہے۔[18] اپنی جامعیت، وسعت اور موضوع کے لحاظ سے یہ کتاب بر صغیر کی پہلی کتاب ہے اور آخری بھی۔ کیونکہ اس موضوع پر بر صغیر کے کسی اور فاضل کی عربی تحریر نہیں ملتی۔"[152]

References

[1]. Allama Iqbal, Quliyat e Iqabal, Print expert, Lahore, p 70.
[2]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U-P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 38.
[3]. Mullah Jevan, Ahmed Amethi, Tazkira Buzrgan-e-Amethi, p 27.
[4]. Ibid, p 1

[5]. Ibid, p 2
[6]. Surah, Al-Hud:199
[7]. Dr Khalil Ahmed, Musher Siddiqui, Mashaikh-e-Amethi, Matboa Indore, p 54
[8]. Muhammad Arif Azmi, Umeri, Tazkira-e-Mufassireen-e-Hind, Azam Garh, (1/117).
[9]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U-P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 52, 53.
[10]. Mullana Mufti Ashraf Uddin, Tafseerat-e-Ahmadiya, Zia-ul-Quran publications, p 13.
[11]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U-P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 66.
[12]. Ahmed Raza Shami, Mufti, Mullah Jevan wa manhajhu fi Tafseerat-e-Ahmadiya, University of Umm-e-Darman Al-Islamia, Sudan, 2008, p 19
[13]. Ashfaq Ali, Mullah Ahmed Jevan k muhasir Ullama, p 22
[14]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U-P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 69.
[15]. Ahmed Raza Shami, Mufti, Mullah Jevan wa manhajhu fi Tafseerat-e-Ahmadiya, University of Umm-e-Darman Al-Islamia, Sudan, 2008, p 20
[16]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U-P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 79, 80.
[17]. Ahmed Raza Shami, Mufti, Mullah Jevan wa manhajhu fi Tafseerat-e-Ahmadiya, University of Umm-e-Darman Al-Islamia, Sudan, 2008, p 21.
[18]. Mullana Abdul Hai, Nuzha-tul-Khwatir, Maharif-e-Usmania, Daikin, (2/138).
[19]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U-P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 225.
[20]. Mullana Abdul Hai, Nuzha-tul-Khwatir, Maharif-e-Usmania, Daikin, (6/52).
[21].Mullah Ahmed Jevan, Tazkiragan-e-Amethi, Persian version, p 28.
[22]. Shah Jahan Nama, Al-Hasanat publisher, Delhi, p 56.
[23]. Muhammad Arif Azmi, Umeri, Tazkira-e-Mufassireen-e-Hind, Azam Garh, (1/122).
[24]. Ibid, p 124.
[25]. Mullana Abdul Hai, Nuzha-tul-Khwatir, Maharif-e-Usmania, Daikin, (6/52).
[26]. Mullah Jevan, Ahmed Amethi, Tafseerat-e-Ahmadiya, p 18
[27]. Mullana Qari Muhammad Mikail Ziahi, Monthly Ashrafia, Mubark Pur, Azam Garh U,P, p 18
[28]. Surah, Ahl- Imran:81,82
[29]. Ibid: 110
[30]. Mullana Qari Muhammad Mikail Ziahi, Monthly Ashrafia, Mubark Pur, Azam Garh U,P, p 21,22

[31]. Surah, Al-Ahzab:40
[32]. Mullah Jevan, Ahmed Amethi, Tafseerat-e-Ahmadiya, p 275.
[33]. Surah, Al-Mahida:5
[34]. Dr Muhammad Tufail, Tafseerat-e-Ahmadiya, Fikr-o-Nazar, Islamabad, V.3,4, (36/224,225).
[35]. Mullana Abdul Hai, Nuzha-tul-Khwatir, Maharif-e-Usmania, Daikin, (6/21,22).
[36]. Yousaf bin Ilyan bin Musa Sarkes, Muhjam-ul-Matnohat, publisher Sarkes, Misr, (1928/1346), (2/1164).
[37]. Ahmed Raza Shami, Mufti, Mullah Jevan wa manhajhu fi Tafseerat-e-Ahmadiya, University of Umm-e-Darman Al-Islamia, Sudan, 2008, p 28
[38]. Mullana Jameel Ahmed, Sakrodvi, Quwat-ul-Akhyar Urdu translation of Noor-ul-Anwar, Qadimi kutub khana, (1/13)
[39]. Ibid, p 13
[40]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U,P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 16.
[41]. Mullah Jevan, Ahmed Amethi, Tafseerat-e-Ahmadiya, p 503
[42]. Muhammad Tufail Ahmed, Misbahi, Mullah Ahmed Jevan Amethi: Hayat-O-Khidmat, Lucknow(U,P), Darul-ul-Uloom Ehl-e-Sunnat Mullah Ahmed Jevan town Amethi, p 124.
[43]. Al-Tafseer wal-Mufaseeron, Ahya Al-Turas al-Arabi, Berote, (1/51).
[44]. Tafseer Bahr-ul-Muheet, Darul ketab Al-Ilmia, Berote, (1/121).
[45]. Al-Qawaid-ul-Asasiyah Fi Uloom-ul-Quran, p 5, Jidun
[46]. Surah, Al-Baqra:108
[47]. Al-Saghistani, Hussein bin Ali bin Hajjaj bin Ali, Alkafi sharh ul-Baghvi, Maktaba tul Rasheediya, (1422), (3/1403).
[48]. Mullah Jevan, Ahmed Amethi, Tafseerat-e-Ahmadiya, p 11.
[49]. Surah Al- Kusar:1-3.
[50]. Alusi, Shahab Uddin Mahmood bin Abdullah Al-Husseini, Rooh-ul-Mahani Fi Tafseer Quran-ul-Azeem Wa Al-Sab-ul-Masani, Darul-ul-Kutob Al-Ilmiya, Berote, (1415), (1/424).
[51]. Anwar Ali, A Study of Distinguished Hanafi Jurists of the Sub-Continent & their Services, Afkar (Jun 2018), No:1 (2/114-116).
[52]. Nadvi, Abul Hasnat, Hindustan ki Qadeem Deeni Dars Gahaien, p 55.